

توبہ کیا ہے؟

اہم سوالات

آر۔سی۔ سپرول

توبہ کیا ہے؟

ڈاکٹر آر۔سی۔ سپرول
مترجم: ڈاکٹر ایلیاہ پتی

جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

نام کتاب:	توبہ کیا ہے؟
مصنف:	ڈاکٹر آر سی۔ سپرول
مترجم:	ڈاکٹر ایلیاہ مہسی
اشاعت:	اگست 2021
تعداد:	1000
ناشرین:	اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org

اس کتاب کا ترجمہ اور اشاعت لیکچر منسٹریز (Ligonier Ministries) امریکہ کی اجازت سے کی گئی ہے۔ آپ اس کتاب کو ہماری ویب سائٹ www.ucrt.org سے فری حاصل کر سکتے ہیں اور یہ کتاب فروخت کے لئے نہیں ہے۔
(Not for sale)



فہرست مضامین

4.....	توبہ کیا ہے؟	باب اول
9.....	توبہ کی تصویر	باب دوم
14.....	توبہ کا نمونہ	باب سوم
20.....	نئی پیدائش اور توبہ	باب چہارم

توبہ کیا ہے؟

کیا کبھی آپ کو کسی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ اگر آپ کو دوبارہ زندگی گزارنا پڑے تو اس میں آپ کیا مختلف کرنا چاہیں گے؟ اور یہ بات مجھے حیران کرتی ہے جب لوگوں کا ردِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی مختلف چیز نہیں کریں گے۔ میں با آسانی ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی بھی چیز میں تبدیلی نہیں چاہتے۔ کیا ہم سب کے پاس پچھتاوے نہیں؟ یقیناً بطور مسیحی ہم جو گناہ کی تہنیم رکھتے ہیں ہمیں ماضی کو دوبارہ جینے کا موقعہ ملنا پسند آئے گا۔ شاید ہم اپنے بعض الفاظ واپس لینا چاہیں گے یا درد بھرے مناظر یا واقعات کو دوبارہ سے رقم کرنا چاہیں گے۔ ایسی خواہشات توبہ کے لئے ہماری ضرورت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

یہ انتہائی اہم ہے کہ ہم توبہ کے بائبلئی تصور کو سمجھیں۔ یہ بات نہ صرف نئے عہد نامے میں مرکزی حیثیت رکھتی بلکہ پورے کلام مقدس میں بھی۔ مرقس کی انجیل کا آغاز یوحنا اصطباغی کے نمودار ہونے سے ہوتا ہے جو بیابان سے نکل کر آتا ہے اور خدا کی بادشاہی کے نزدیک آنے کا اعلان کرتا ہے۔ اسرائیلی لوگوں کے لئے اُس کا پیغام بہت ہی سادہ تھا۔ اُس نے انہیں توبہ کی دعوت دی۔ اِس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد مسیح نے اپنی زمینی خدمت کا آغاز بالکل ایسے ہی پیغام سے کیا: ”پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں آ کر خدا کی خوشخبری کی منادی کی۔ اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ۔“ (مرقس 1 باب 14 تا 15 آیات)

یہ موضوع بار بار نئے عہد نامے میں پاجاتا ہے۔ جب لوگ مسیح یا رسولوں کی منادی سنتے تھے وہ اکثر اس طرح سے ردِ عمل ظاہر کرتے تھے، ”ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“ اس سوال کے

جوابات بھی ایک ہی جیسے تھے ”مسح پر ایمان لاؤ، ایمان لاؤ اور پتہ سمہ لو، یا پھر ”توبہ کرو اور پتہ سمہ لو۔“ چونکہ رسولوں کی منادی میں توبہ کا تصور بہت ہی مرکزی ہے اس لئے ہمارے لئے بھی یہ انتہائی اہم ہے کہ ہم اسے پوری طرح سمجھیں۔

توبہ کا لفظ یونانی لفظ ”میٹا نویا“ (meta-noia) سے نکلا ہے۔ ”میٹا“ کے سابقے سے مراد ”ساتھ“، ”پاس“، ”یا“ ”بعد“ ہے۔ اسی سابقے سے انگریزی کا لفظ ”میٹا فزکس“ (metaphysics) بمعنی ”ما بعد الطبیعیات یا غیر مادی“ مشتق ہے۔ علم طبعیات میں فطرت میں ظاہری، قابل فہم اور مادی عناصر کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مادہ ”نویا“ (noia) نئے عہد نامے میں کثرت پائے جانے والے اسم ”نوس“ (nous) سے نکلنے والا ایک فعل ہے۔ اور سادہ زبان میں یہ ذہن کے لئے یونانی لفظ ہے۔ اپنی سادہ ترین شکل میں ”میٹا نویا“ کی اصطلاح کا تعلق ”پس اندیشی“ یا بعد میں آنے والا خیال ہے۔ یوں یونانی زبان میں اس سے مراد ”ذہن کی معنی خیز تبدیلی“ ہے۔

لہذا اصولی طور پر بائبل میں توبہ کے تصور سے مراد ”کسی کے ذہن کی تبدیلی ہے۔“ تاہم جلد ہی ہم دیکھیں گے کہ یہ محض عقلی فیصلے کا معاملہ نہیں ہے کہ کسی مسئلے کے حل کے بعد اپنا نقطہ نظر تبدیل کر لیا جائے۔ عمومی طور پر ”میٹا نویا“ رویے کے لحاظ سے ذہن کی تبدیلی ہے۔ اس میں پچھتاوے کا تصور پایا جاتا ہے۔ پچھتانے سے مراد کسی مخصوص عمل پر افسوس کرنا ہے۔ اس کے اندر صرف عقلی جانچ ہی نہیں بلکہ داخلی جذبات کا رد عمل بھی شامل ہے۔ کلام مقدس میں توبہ کے ساتھ احساسات کو اکثر منسلک کیے جانے سے مراد مخصوص انداز میں کسی عمل کے کرنے کی ندامت، پچھتاوا اور احساسِ غم ہے۔ یوں توبہ گزشتہ رویے کے لئے غم و افسوس کرنا ہے۔

توبہ کا تصور پرانے عہد نامے کے اسرائیل کے تجربے میں گہرے طور پر پیوست ہے۔ جب محققین پرانے عہد نامے کی تفہیم توبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ اکثر دو اقسام کی توبہ میں امتیاز کرتے ہیں۔ پہلی قسم مذہبی و رسمی توبہ ہے اور دوسری نبوتی توبہ ہے۔

آئیے پہلے رسمی توبہ پر غور کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں لفظ رسمی بہت زیادہ مغالطے کا سبب بن سکتا ہے۔ جب ہم رسم کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو ہم جھوٹے اُستادوں کی

پیش روی کرنے والے اقامتی لوگوں کے گروہ کے بارے میں سوچتے ہیں۔ لیکن حقیقی الہیاتی فہم میں رسم کی اصطلاح عجیب الخلقیت لوگوں کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ کسی بھی جماعت کے طرز عمل یا مذہبی زندگی کے بارے میں بیان کرتی ہے۔ پرانے عہد نامے میں اسرائیل کا طریق اجتماعی مذہبی دستوروں کی پابندی کرنا تھا۔ خُدا نے اسرائیل کو دستوروں کی ہدایت دی۔ شریعت کے ذریعے اُس نے نہ صرف اس بات کی وضاحت کی کہ لوگوں کا اخلاقی رویہ کیسا ہونا چاہیے بلکہ یہ بھی بیان کیا کہ انہیں مذہبی طور پر کس طرح کا رویہ رکھنا چاہیے۔ مثال کے طور پر ایسی ہدایات موجود ہیں کہ کس طرح دُعا کی جائے، کس طرح قربانی گذرانی جائے اور کس طرح ہیکل میں عبادت کی خدمت سرانجام دی جائے۔ یہ ساری باتیں اسرائیل کی مذہبی ورثی دستور کا حصہ ہیں۔

اسی طرح پرانے عہد نامے کے مذہبی ڈھانچے میں ایسے بہت سارے دستور ہیں جو توبہ کے مقصد میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔ جب خُدا کے لوگوں کی بے ایمانی و نافرمانی کے خلاف خُدا کا قہر بھڑک اُٹھتا ہے اور اس کے نتیجے میں اُنکو یہ ہدایات دی گئیں کہ کس طرح اپنے اُپر سے خُدا کے قہر دُور کیا جائے۔ اس عمل سے خُدا اُنکو معاف کر دیگا اور جماعت میں خُدا کے ساتھ صلح کی بحالی ہو جائے گی۔ پرانے عہد نامے میں مجمع کے لئے توبہ کی رسم میں روزے کا بلاوہ شامل تھا۔ جب اسرائیلی بیابان میں تھے تو پہلے وہ خیمہ اجتماع کے سامنے لائے گئے اور اس کے بعد ہیکل میں۔ نبی خُدا کی عدالت کا اعلان کرتا اور اس کے بعد عمومی واجتہامی روزے کا بلاوہ دیتا تھا۔ اس میں خُدا کے قہر کوٹالنے کے لئے ایک مخصوص مدت کے لئے قومی توبہ کے نشان کے طور پر کھانا نہ کھانا شامل تھا۔

اسرائیل یعنی خُدا کے لوگوں کو اس دوران مخصوص قسم کے کپڑے پہننے کی ہدایت دی گئی جو باطنی توبہ کی ظاہری علامت کو پیش کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ہم ایسے لوگوں کے بارے میں پڑھتے ہیں جو ناٹ پہنے ہوئے ہیں۔ بہت سارے لوگ تادمی تدبیر کے لئے اپنے آپکو ڈکھ دینے کی غرض سے توبہ کے نشان کے طور پر بھدے اور غیر آرام دہ کپڑے پہنتے تھے۔ بعض راکھ لے کر اُسے اپنے کپڑوں یا پورے سر پر ڈالتے تھے۔ یہ رسمی عمل خود تحقیری کا نشان ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر خُدا کے ایوب سے بگولے میں سے بولنے کے بعد ایوب کہتا ہے: ”اس لئے مجھے اپنے آپ سے

نفرت ہے اور میں خاک اور راکھ میں توبہ کرتا ہوں۔“ (ایوب 42 باب 6 آیت)۔
 کپڑے بدلنے کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص قسم کا گیت گایا جاتا تھا۔ یہ نوحہ تھا جو غم و
 افسوس کا اظہار تھا۔ نوحہ کسی کی موت پر یا کسی آفت کے وقوع پر کیا جاتا تھا۔ پرانے عہد نامے میں
 یرمیاہ کی کتاب کے بعد نوحہ کی ایک چھوٹی کتاب آتی ہے جو یرمیاہ نے ہی لکھی ہے۔ اس کتاب
 میں یرمیاہ یروشلم کی بربادی کے تناظر میں غیر متاسف لوگوں پر خدا کے قہر کے اُنڈیلے جانے کے
 لئے نوحہ کرتا ہے۔ گناہ کے لئے اس قسم کی توبہ کی یہ عمدہ مثال ہے۔ حقیقی ندامت کا اظہار نوحہ یعنی غم
 و افسوس کے گیت کے ساتھ ہوتا تھا جس کے ساتھ اونچی آواز میں رو کر گریہ زاری کی جاتی تھی۔

علاوہ ازیں توبہ کی مخصوص دُعائیں اسرائیلی مذہبی نظام کا حصہ تھیں۔ خدا کے لوگوں
 کے لئے زبور کی کتاب میں دُعائیں اور شاعری شامل ہے جو انداز موسیقی میں اسرائیلی جماعت کی
 عبادت میں گائی جاتی تھی۔ اس کتاب میں مختلف اصناف پائی جاتی ہیں: نوحہ کے مزامیر،
 شکر گزاری کے مزامیر اور شاہی مزامیر اور دیگر اصناف شامل ہیں۔ اس کتاب میں ایسے مزامیر بھی
 ہیں جو خدا کی شریعت کی فضیلت کو بیان کرتے ہیں مگر اس میں توبہ کے مزامیر بھی شامل ہیں جو نوحہ
 کی ایک قسم ہے۔ توبہ کے مزامیر میں خدا کے خلاف گناہ کو تسلیم کرنا، بُرے کردار یا عمل سے دُور
 بھاگنا شامل ہے اور ان میں خدا سے ایک عاجز استدعا کی جاتی ہے کہ خدا کے لوگ فضل کی حالت
 میں بحال کیے جائیں۔ توبہ کے مزامیر میں سب سے مشہور زبور 51 ہے۔ اس میں داؤد پوئن نبی
 سے انتہاء کے بعد اور یا اور بیت سبع کے خلاف اپنے گناہ کے جذباتی اقرار کو قلمبند کرتا ہے۔

اس رسوماتی زندگی کی آخری شکل توبہ کے خاص آیام تھے۔ یہ آیام نہ صرف عیدوں،
 جشن اور ماضی کی یادگار یوں کے لئے بلکہ توبہ کے لئے بھی مختص کئے گئے تھے۔ یہ سب گناہ اور
 تاسف کے لئے اجتماعی اقرار کے مقررہ اوقات تھے اور اسرائیل کی رسمی زندگی کے ایک حصے کی
 تشکیل دیتے تھے۔

پرانے عہد نامے کے رسمی دستور اسرائیل کے لوگوں کو اپنے گناہ پر افسوس کا اظہار
 ، زبانی بیان اور اسکے مظہر کی اجازت دیتے تھے۔ لیکن ہم آج یہ کیسے کرتے ہیں؟ کلیسیا کی زندگی
 میں ہم اس کا اظہار کیسے کرتے ہیں؟

رومن کیتھولک کلیسیا کے ساکرامنٹوں کے ساتھ نفس کشی کا ایک پورا نظام منسلک ہے لیکن دوسری جانب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروٹسٹنٹ توبہ کے اظہار کا مجوزہ طریقہ بھول چکے ہیں۔ توبہ کی چند عملی مثالوں میں اتوار کی صبح حسب موقع دُعا شامل ہے جس میں اجتماعی طور پر جماعت اپنے گناہوں کا اقرار کرتی ہے اور توبہ کی معافی کا یقین حاصل کرتی ہے۔

مخصوص ڈھنگ کی توبہ کے ساتھ ظواہر پرستی کا خطرہ لاحق ہوتا ہے، جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ دل کو مرکزی اہمیت دینی چاہیے۔ مگر ہم اکثر اپنی توبہ کے عملی مظاہرہ کی صلاحیت سے قاصر ہوتے ہیں۔ پرانے عہد نامے کے لوگوں کی طرح شاید یہ تبدیلی قلب کے اظہار کے لئے ہمارے لئے اور زیادہ منظم طریقہ ثابت ہو۔

توبہ کی تصویر

ایک چھوٹے لڑکے کے طور پر میں کلیسیا کی کواٹر کا حصہ تھا۔ میں خود اس کا حصہ نہیں بنا تھا مگر میرے والدین نے مجھے ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا تھا۔ کواٹر میں شمولیت میرے لئے شرمندگی کا باعث تھی کیونکہ مجھے سفید کالر اور کالی بو کے ساتھ ایک جُہ نما جامہ پہننا تھا۔ دوسرے لڑکے مجھے ”دلپیل لارڈ فونٹیلری“ کہہ کر بلائیں گے۔

عبادت میں ہم ہر دو مہینے کے بعد ایک دفعہ گاتے تھے لیکن بوائے کواٹر کے لئے ”Seek Ye the Lord“ حمد یہ گیت گانے کا موقع نمایاں تھا۔ اس خاص گیت کے موقع پر بالغ کواٹر کے ایک عمدہ اُونچا سُر والے شخص نے ہماری مدد کی۔ میں اس وقت تک مسیحی نہیں تھا مگر یہ گیت بہت ہی شاندار طریقے سے گایا گیا کہ اس کے الفاظ میرے ذہن میں بیٹھ گئے۔ اس پورے گیت کی بُنت میں خُدا کی قدرت تھی۔ جیسے ہی اسے گایا گیا اس گیت کے الفاظ میری روح اور میرے ذہن کو معطر کرنے لگے۔

یہ دہائیاؤں پہلے کا واقعہ ہے مگر میں اب بھی اپنے آپ کو کھڑا یہ گاتے ہوئے دیکھتا ہوں ”جب تک خداوند مل سکتا ہے اُس کے طالب ہو۔ جب تک وہ نزدیک ہے اُسے پکارو۔ شریا پنی راہ کو ترک کرے اور بدکار اپنے خیالوں کو اور وہ خُداوند کی طرف کی پھرے اور وہ اُس پر رحم کرے گا اور ہمارے خُدا کی طرف کیونکہ وہ کثرت سے معاف کریگا“ یہ الفاظ یسعیاہ 55 سے مستعمل تھے جہاں یسعیاہ نبی خُدا کے لوگوں کی زندگی میں حقیقی توبہ کے لئے بڑا متفکر تھا۔

پرانے عہد نامے میں یہودی رسموں کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جن میں روزے کی مذہبی مشق، توبہ کا دن، کپڑوں کا تبدیل کرنا اور نوحہ شامل ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ

بہت سارے لوگوں کے لئے یہ مذہبی مشق ظواہر پرستی بن گئی۔ عبادت گزار حقیقی اخلاص کے بغیر محض توبہ کی حرکات و سکنات کرتے تھے۔ آٹھویں اور ساتویں صدی قبل از مسیح عاموس، یرمیاہ، یسعیاہ اور ہوسیع جیسے عظیم نبی لوگوں کو یہ بتانے کے لئے آئے کہ خُدا حقیقی اور دینداری کی توبہ چاہتا ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ جس کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ لوگوں کو کپڑوں کی بجائے دلوں کو چاک کرنا چاہیے۔ جب انبیاء نے لوگوں کو یہ نصیحت کی تو وہ کپڑے چاک کرنے کی مشق کے خلاف نہیں تھے بلکہ یہ کہہ رہے تھے کہ صرف کپڑے چاک کرنا توبہ کا نشان نہیں ہے، دلوں کو چاک کرنا بھی لازمی ہے۔ جب ہمیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ہم نے خُدا کے خلاف گناہ کیا ہے تو ہمیں اپنی روح میں شکستگی کا احساس ہونا چاہیے۔

چلیں توبہ کے لئے انبیاء کے نقطہ نظر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے یویل کی کتاب پر غور کرتے ہیں۔ یہ کتاب توبہ کی رسم اور حقیقت کے تعلق پر مرکوز ہے کہ رسوم علاقہ منہوم بیان کرتی ہیں۔ پہلے باب میں یویل پوری جماعت سے مخاطب ہے کہ لوگ خُدا کا اعلان سن سکیں۔

”خُداوند کا کلام جو یوئیل بن فتوئیل پر نازل ہوا:۔ اے بوڑھوسو! اے زمین کے سب باشندوں کان لگاؤ! کیا تمہارے باپ داد کے ایام میں ایسا ہوا ہے؟ تم اپنی اولاد سے اسکا تذکرہ کرو اور تمہاری اولاد اپنی اولاد سے اور اُنکی اولاد اپنی نسل سے بیان کرے کہ جو کچھ مڈیوں کے ایک غول سے بچا اُس دوسرا غول نکل گیا اور جو کچھ دوسرے غول سے بچا اُسے تیسرا غول چٹ کر گیا اور جو کچھ تیسرے غول سے بچا اُسے چوتھا غول کھا گیا۔ (یوئیل 1 باب 1 تا 4 آیات)

خُدا کے لوگوں پر ایک سخت عذاب نازل ہو گیا۔ پورے خطے میں لوگوں کی فصلوں کو قحط اور مڈیاں کھا گئیں۔ نبی اس سارے ماجرے کو لوگوں کے گناہ کی وجہ سے اُن پر خُدا کا غضب تصور کرتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو رجوع کرنے اور اپنے ذہن تبدیل کرنے اور توبہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

یوئیل کہتا ہے: ”اے متوالو جاگو اور ماتم کرو! اے مے نوشی کرنے والو نبی مے کے لئے چلاؤ کیونکہ وہ تمہارے منہ سے چھن گئی ہے۔“ (5 آیت) حتیٰ کہ تانستان بھی تباہ ہو گئے ہیں اور وہ جو مے نوشی میں سرشار تھے اُن سے کہا جا رہا ہے کہ جاگو اور دیکھو کہ جس پھل سے تم اپنی

فرحت و لذت حاصل کرتے تھے وہ بھی سوکھ گئے گیا ہے۔ یو ایل اعلان کر رہا ہے کہ توبہ کا وقت آ پہنچا ہے۔

وہ مسلسل لکھتا ہے ”تم ماتم کرو جس طرح دلہن اپنی جوانی کے شوہر کے لئے ٹاٹ اوڑھ کر ماتم کرتی ہے۔“ (8 آیت) تمام خواتین کے لئے شادی کے لباس کا انتخاب انتہائی اہم ہے۔ جب دلہن اپنے واجب مگیتر سے رشتہ ازدواج کے بندھن کے لئے آتی ہے تو سب کی توجہ کا مرکز ہوتی ہے اور اُس کا ایک عروسی ملبوس ہوتا ہے۔ یو ایل کہتا ہے اسرائیل ایسی دلہن کی مانند ہے جو عروسی ملبوس کی بجائے ٹاٹ اوڑھے ہوئے ہے۔ تصور کریں کہ آپ ایک ایسی شادی کی تقریب میں شامل ہیں جہاں دلہن پھٹے پرانے اور بھدے کپڑے پہنے ہوئے داخل ہوتی ہے۔ توبہ کے اظہار کے لئے یو ایل نبی ایسی تصویر کشی کر رہا ہے۔ یہ خوشی کے موقع پر ایک قومی ماتم کی تصویر ہے۔

یو ایل مزید لکھتا ہے: ”۔۔۔ خُداوند کے خدمت گزار ماتم کریں نہ کھیت اُجڑ گئے زمین ماتم کرتی ہے کیونکہ غلہ خراب ہو گیا۔ نئی سے ختم ہو گئی اور روغن ضائع ہو گیا۔“ (10۴9b آیات)۔ اسرائیل کی معیشت میں زیتون کا تیل بہت اہم تھا۔ نبی یہ کہہ رہا ہے کہ اسرائیل کی ساری معیشت دیوالیہ ہو گئی ہے۔ ہر شے خشک ہو گئی ہے۔ ”اے کسانوں خجالت اٹھاؤ۔ اے پاکستان کے باغبانوں نوحہ کرو کیونکہ گہیوں اور جو اور میدان کے تیار کھیت برباد ہو گئے۔“ (11 آیت)۔

13 آیت میں ہم ایک دفعہ پھر توبہ کی ہدایت دیکھتے ہیں۔ ”اے کاہنو! کریں کس کر ماتم کرو۔ اے مذبح پر خدمت کرنے والو! ویلا کرو۔ اے میرے خُدا کے خادمو! ذرات بھر ٹاٹ اوڑھو کیونکہ نذر کی قربانی اور تپاون تمہارے خُدا کے گھر سے موقوف ہو گئے۔“ (13 آیت)۔ غور کریں کہ قومی توبہ کی سخت ترین پکار کاہنوں کو دی گئی ہے۔ قومی خطا کا بار اُن پر تھا۔ اسرائیل کے نبی قومی شعور کا کام کرتے تھے اور نبیوں کا کاہنوں کو توبہ کے لئے کہنا خصوصی طور پر مشکل کام تھا۔ جونہی کاہن رشوت خور بنے لوگوں سے حقیقی دینداری موقوف ہو گئی۔ لوگوں کی دینداری میں تربیت کرنے اور خدمت کرنے کی بجائے جھوٹے نبیوں اور بدعنوان کاہنوں نے لوگوں کو خوش کرنا شروع کر رہا۔ لوگوں کو نصیحت کرنے کی بجائے اُنہوں نے لوگوں کی تحسین کرنا شروع کر دی۔

جب لوگوں نے گناہ کیا تو کاہنوں نے اُنکے ساتھ مل کر اُن کو خوش کرنا شروع کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو جائیں۔ یہ خوش ستائی اور رجائیت کا مذہب تھا۔ لیکن نبی خُدا کے کلام کے ساتھ خدمت گزاروں سے کہتا ہے نوحہ کرو اور راکھ میں ناٹ اور ٹھکرا رکھ میں بیٹھو۔

اگلی آیت میں لکھا ہے: ”روزہ کے لئے ایک دن مُقدس کرو۔ مُقدس محفل فراہم کرو۔ بزرگوں اور ملک کے تمام باشندوں کو خُداوند اپنے خُدا کے گھر میں جمع کر کے اُس سے فریاد کرو“ (14 آیت)۔ پرانے عہد نامے میں یہ سب مذہبی توبہ کی رسومات ہیں۔ اس کے بعد ہم پڑھتے ہیں: ”لیکن خُداوند فرماتا ہے کہ اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ و زاری و ماتم کرتے ہوئے میری طرف رجوع لاؤ۔ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے خُداوند کی طرف متوجہ ہو۔۔۔ (12 at 13 آیات)۔“

پرانے عہد نامے میں توبہ کے لئے مرکزی تصور ایک لفظ میں یوں اخذ کیا جاسکتا ہے ”تبدل“۔ یہ لفظ اکثر غیر فہم زبان میں مسیحی توبہ کے نبوتی بلاوے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کوئی شخص بھی پیدا بشی طور پر مسیحی نہیں ہے۔ ایک شخص کے مسیحی بننے کے لئے اُس کے اندر کسی شے کے وقوع پذیر ہونے کی ضرورت ہے جس میں وہ شخص یکسر تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ توبہ کے لئے ”میٹانویا“ (metanoia) کی بائبل تصویر سے منسلک ہے جس میں ذہن کی تبدیل محض اس تصور کی عقلی متوافقیت نہیں بلکہ زندگی کی تبدیلی کا نام ہے۔ انبیاء کے لئے توبہ محض مذہبی رسم نہیں بلکہ تبدیل روح کا لازمی جز ہے۔ اس سے مراد پوری ذات کا بدل ہے۔

ہر ایک کی زندگی میں ایک نقطہ انقلاب ہوتا ہے جو اُسکی ہستی کے اہم لمحہ کا تعین کرتا ہے۔ یہ شاید بعض لوگوں سے ملاقات ہو، مخصوص عہدہ اختیار کرنا یا پھر کسی خاص آفت کا شکار ہونا ہو۔ اسرائیل کے لئے یہ نقطہ خُدا کا اُسے اپنی قوم بنانا تھا۔ خُدا نے اُسکو اپنے برگزیدہ لوگ بنا کر ایک شناخت بخشی جس کا مرکز اُنکے ساتھ عہد باندھنا اور پیروی کے بعض قوانین کا دینا تھا۔ لوگوں نے اقرار کیا کہ وہ خُدا کی اور اُسکے احکامات کی پیروی کریں گے اور وہ اپنے پورے دل سے اُس سے محبت کریں گے۔ لیکن بار بار اسرائیلی قوم نے انحراف کیا اس لئے نبی اُنکے پاس آ کر یہ کہتے تھے۔ ”تمہیں واپس مُرنا ہے اور خُدا کی طرف رجوع لانا ہے۔“

اس سے قبل گناہ اس دُنیا میں داخل ہوا ایسا وقت تھا جب پوری نسل انسانی مرکزی سربراہ آدم میں شامل تھی جو خُدا کے سامنے ہماری نمائندگی کرتا اور خُدا کی فرمانبرداری اور رفاقت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ میلٹن نے اپنی ایک شاندار تصنیف ”گم گشتہ فردوس“ میں اس کے بارے میں یوں لکھا ”ہم نے اُس وقت فردوس کو گنوا دیا جب ہم خُدا سے دُور ہو گئے اور ہر شخص اپنی راہ کو پھرا۔ اس لئے آج ہم لوگوں کو تبدیل کے لئے بلا تے ہیں۔ اسے اب بھی گھر واپس جانے کی معنوں میں سوچنا موزوں ہے جہاں ہم پہلے تھے یعنی خُدا کی حضوری میں، خُدا کی رفاقت میں اور خُدا کی اطاعت میں۔ تو یہ کابلادہ واپسی کا بلا وہ ہے یعنی گھر کی واپسی کا بلا وہ۔

میری زندگی میں اہم ترین نقطہ انقلاب میرا تبدیل تھا۔ میری زندگی میں کوئی اور واقعہ ایسا نہیں جس نے اس کے بعد ہر شے پر ایسا اساسی تاثر چھوڑا ہو۔ میری پوری زندگی تبدیل ہو گئی اور اُوپر سے نیچے ہو گئی۔ نہیں، میں کامل نہیں بن گیا تھا یا میں نے راتوں رات گناہ سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر لیا تھا۔ لیکن اس ”بیٹا نویا“ یعنی ذہنی کی تبدیلی میں میری زندگی کی سمت تبدیل ہو گئی تھی۔ ”بیٹا نویا“ یعنی توبہ کے تبدیل سے پہلے ہماری زندگی خُدا سے دُور جاتی ہے۔ جتنا زیادہ عرصہ ہم عدم استغفار یا سرکشی اور عدم تبدیل کی حالت میں رہتے ہیں اتنا ہی دُور ہم خُدا سے جاتے رہتے ہیں۔ تبدیل سے یہ مُراد نہیں کہ ہم فوری طور پر گناہ سے کاملیت میں چھلانگ لگاتے ہیں لیکن ہماری زندگی یکسر بدل جاتی ہے۔ تبدیل کے لمحہ سے ہماری زندگیوں کی سمت خُدا کی طرف تبدیل ہو جاتی ہے۔

اپنی زندگی کے اہم ترین لمحہ کے بارے میں سوچیں۔ وہ لمحات، فیصلہ جات یا واقعات جو آپ کو خُدا سے دُور لے گئے۔ اور وہ لمحات کیسے تھے جنہوں نے آپ کو بہتری کے لئے تبدیل کیا۔ اب اپنے آپ سے پوچھیں: کیا آپ ایک تبدیل شدہ شخص ہیں؟ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ کس سمت میں جا رہے ہیں؟ کیا آپ کی زندگی کو رُخ بدلنے کی ضرورت ہے؟

توبہ کا نمونہ

شیکسپیر کے ڈرامے ”میک بیٹھ“ (Macbeth) میں توبہ کا ایک قوی استعارہ پایا جاتا ہے۔ لیڈی میک بیٹھ ڈرامے کے ہیرو کی حوصلہ مند اور ہوشیار بیوی اپنے کردار میں ڈکن بادشاہ کے قتل کی خطا کے خوف میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ایک رات اپنی خواب خرابی اور حقیقتی میں وہ اپنے جرائم کو یاد کرتی ہے۔ شدید صدمہ کی حالت میں وہ اپنے ہاتھوں پر لگے خون کو صاف کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم ایسا کوئی صابن نہیں جو اسکی خطا کے داغوں کو دھو سکے تو وہ چلاتے ہوئے کہتی ہے ”دور ہو جاؤ لعنتی داغوا!“

صاف ہونے کا یہ عکس بائیلی توبہ کے مرکز ہے۔ شاید ہم توبہ کے بارے میں محض معافی کے لحاظ سے سوچیں لیکن اس کا تعلق پاکیزگی سے بھی ہے۔ ہم گناہ آلودہ ہیں اور ہمیں پاک اور صاف ہونے کی ضرورت ہے۔ ہم توبہ کو ایمان کے لئے ایک اختیاری اضافے کے طور پر سوچنے کی آزمائش میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ تصدیق یعنی راستباز ٹھہرایا جانا صرف ایمان کے وسیلہ سے ہے۔ لیکن راستباز ٹھہرایا جانا توبہ کو خارج نہیں کرتا۔ بائبل میں توبہ کا تصور محض مماسی یا خارجی نہیں بلکہ یہ تبدیل اور راستباز ٹھہرائے جانے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

ان موضوعات کی کھوج میں زبور 51 ہمارا رہنما ہوگا۔ یہ انفعالی مزامیر میں سے ایک ہے جو داؤد نے ناتن کی ملامت کے بعد لکھا تھا۔ ناتن نے داؤد کو بتایا کہ بیت سبع کو اپنی بیوی بنانے اور اوریہ کو قتل کرنے میں اُس نے خُدا کے خلاف بڑا سنگین گناہ کیا ہے۔ داؤد کی طرف سے شدید دکھ اور دلی افسوس کا اظہار اہم ہے لیکن ہمیں یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ دل سے توبہ کرنا خُدا اور روح القدس کا کام ہے۔ داؤد اپنے اُوپر روح القدس کے

اثر کی وجہ سے توبہ کر رہا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ جب وہ یہ دُعا لکھتا ہے تو اسے روح القدس کے الہام سے لکھتا ہے۔ زبور 51 میں روح القدس یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کس طرح ہمارے دلوں میں توبہ پیدا کرتا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں جب ہم زبور پر غور کرتے ہیں۔

زبور 51 اس طرح شروع ہوتا ہے: ”اے خُدا! اپنی شفقت کے مطابق مجھ پر رحم کر۔ اپنی رحمت کی کثرت کے مطابق میری خطائیں مٹا دے۔“ (1 آیت)۔ یہاں ہم ایک عنصر دیکھتے ہیں جو توبہ کے لئے بنیادی ہے۔ عمومی طور پر جب کوئی شخص اپنے گناہ سے واقف ہوتا ہے اور اس سے باز آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو خُدا کے رحم کے حوالے کر دیتا ہے۔ مستند توبہ کا پہلا پھل رحم کی ضرورت کی آگہی ہے۔ داؤد خُدا سے انصاف نہیں مانگتا۔ وہ جانتا ہے کہ اگر خُدا اُس سے انصاف کے مطابق معاملہ کرتا ہے تو وہ فوراً تباہ ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں داؤد رحم کی دُعا کے ساتھ اپنے اعتراف کا آغاز کرتا ہے۔

جب داؤد خُدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُسکی بدی کو مٹا دے تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اُسکی روح سے داغوں کو دھو ڈالنے، اُسکی ناراستی کو ڈھانپنے اور وہ گناہ جو اُس کی زندگی کا مستقل حصہ ہے اُس سے پاک کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ اس لئے وہ یوں کہتا ہے: ”میری بدی کو مجھ سے دھو ڈال اور میرے گناہ سے مجھے پاک کر۔“ (2 آیت)۔

معافی اور پاکیزگی کے تصورات ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ نئے عہد نامے میں یوحنا رسول لکھتا ہے: ”اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔“ (1- یوحنا 1 باب 9 آیت)۔ توبہ کے جذبے کے ساتھ ہم خُدا کے حضور جاتے ہیں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، نہ صرف معافی مانگتے ہیں بلکہ اس گناہ سے باز رہنے کی طاقت بھی مانگتے ہیں۔ جیسا کہ داؤد کرتا ہے ہم بھی درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے اندر بدی کا میلان ختم ہو جائے۔

داؤد جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے: ”کیونکہ میں اپنی خطاؤں کو مانتا ہوں اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔“ (زبور 51 کی 3 آیت) یہ محض جرم کا عارضی اعتراف ہی نہیں ہے۔ وہ

ایک ایسا شخص ہے جس کے سر پر کوئی چیز سوار ہو اس وجہ سے یوں کہتا ہے: ”میں اپنی خطاؤں کو جانتا ہوں“۔ اُس کے ہاں ذاتی صفائی یا عذر کی کوشش نہیں ملتی۔ تاہم اکثر ہم عقلیت کے مالک ہوتے ہیں اور اپنے گنہگار رویے کے لئے ہر قسم کی تاویلیں پیش کر کے اپنے آپ کو جلد بے گناہ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن اس متن میں روح القدس کی قدرت نے داؤد کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں وہ خُدا کے سامنے ایمان داری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ اپنی خطا کو تسلیم کرتا ہے، یہ سمجھتے ہوئے کہ اُس کا گناہ ہمیشہ موجود ہے۔ وہ اس سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور اس سے پریشان ہے۔

اس کے بعد وہ پکارتا ہے: ”میں نے فقط تیرا ہی گناہ کیا ہے اور وہ کام کیا ہے جو تیری نظر میں بُرا ہے۔“ (4 آیت)۔ ایک لحاظ سے داؤد یہاں مبالغہ سے کام لے رہا۔ اُس نے اور یہاں، اور یہاں کے خاندان اور دوستوں، بیت سیح اور خُدا کے لوگوں کی پوری قوم کے خلاف بھیا تک گناہ کیا ہے۔ لیکن داؤد سمجھتا ہے کہ حتیٰ طور پر اُس نے خُدا کو ناراض کیا ہے کیونکہ اس کائنات میں صرف خُدا ہی ایک کامل ہستی ہے۔ جیسا کہ خُدا آسمان اور زمین کا منصف ہے اس لئے سارا گناہ اُسکی شریعت کی عدولی اور قدوسیت کے خلاف بیان کیا جاتا ہے۔ داؤد یہ جانتا ہے اور اسے تسلیم کرتا ہے۔ وہ انسان کے خلاف گناہ کی حقیقت کو کم نہیں کر رہا بلکہ اس بات کو پہچان رہا ہے کہ اُس کے گناہ کی حقیقت خُدا کے خلاف ہے۔

پھر وہ ایک ایسا بیان دیتا ہے جس سے اکثر چشم پوشی کی جاتی ہے۔ یہ 4 آیت کے دوسرے حصے میں پایا جاتا ہے اور کلام میں حقیقی توبہ کا ایک سب سے قوی اظہار ہے۔ ”۔۔۔ تاکہ تُو اپنی باتوں میں راست ٹھہرے اور اپنی عدالت میں بے عیب رہے۔“ (4b)۔

بنیادی طور پر داؤد کہہ رہا ہے ”اے خُدا، تُو میرے انصاف کا سب حق رکھتا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ میں تیری عدالت اور قہر کا مستحق ہوں۔“ داؤد تسلیم کرتا ہے کہ خُدا بے عیب ہے اور اُس کے خلاف فیصلہ میں عادل ہے۔ یہاں پر خُدا سے کوئی سودا بازی اور لین دین کا معاملہ نہیں ہے۔

”دیکھو! میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔ دیکھ تُو باطن کی سچائی پسند کرتا ہے اور باطن ہی میں مجھے دانائی سکھائے گا۔“ (5 تا 6)

آیات)۔ نہ صرف خُدا ہم سے سچائی کا خواہاں ہے بلکہ وہ اسے باطن سے چاہتا ہے۔ داؤد اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ خُدا کے حکم کو ماننے میں ناکام رہا ہے اور اُسکی فرمانبرداری اکثر اُسکی ہستی کے مرکز سے نکلنے کی بجائے محض بیرونی رسم ہوتی ہے۔

اس کے بعد داؤد پاکیزگی کے لئے پکارتا ہے: ”زوفی سے مجھے صاف کر تو میں صاف ہوں گا۔ مجھے دھواور میں برف سے زیادہ سفید ہوں گا۔“ (7 آیت) یہاں ہم داؤد کی آواز میں شدید بے بسی دیکھتے ہیں۔ داؤد یہ نہیں کہتا ”خُدا ایا، ایک لمحہ کے لئے رُک کہ اس سے پہلے میں یہ دُعا جاری رکھوں مجھے اپنے ہاتھ صاف کرنے ہیں۔ مجھے صاف اور ستھرا ہونا ہے۔“ داؤد اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ اپنے آپ سے خطا کے داغ کو دھو نہیں سکتا۔ وہ اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔ ہمیں بھی لازم طور پر اس بات میں داؤد کے ساتھ شریک ہونا چاہیے کہ ہم خود اپنے گناہوں کی تلافی نہیں کر سکتے۔

یسعیاہ نبی کے ذریعے خُدا یہ وعدہ کرتا ہے: ”اب خُداوند فرماتا ہے آؤ ہم باہم حجت کریں۔ اگرچہ تمہارے گناہ قمری ہوں وہ برف کی مانند سفید ہو جائیں گے اور ہر چند وہ ارغوانی ہوں تو بھی اُون کی مانند اُجلے ہو گئے۔“ (یسعیاہ 1 باب 18 آیت)۔ جب خُدا ہمیں گندگی میں دیکھتا ہے تو وہ ہمیں صاف کرنے میں خوش ہوتا ہے۔

اس کے بعد داؤد کہتا ہے ”مجھے خوشی اور خرمی کی خبر سنا۔“ (زبور 51 کی 8a آیت) توبہ ایک تکلیف دہ چیز ہے۔ کون گناہ کا اقرار اور خطا کو قبول کرنا چاہتا ہے؟ خطا خوشی کو تباہ کرنے والی سب سے طاقتور چیز ہے۔ جبکہ داؤد اس لمحہ میں بہت خوش نہیں ہے، وہ خُدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُس کی روح کو بحال کرے خوشی و خرمی دوبارہ محسوس کرنے کے قابل بنائے۔ وہ اس بات کو یوں بیان کرتا ہے: ”تا کہ وہ ہڈیاں جو تُو نے توڑ ڈالی شادمان ہوں“ (8b آیت) کیا یہ دلچسپ جملہ نہیں ہے؟ وہ کہتا ہے ”خُدا ایا، تو نے مجھے کچل ڈالا۔ میری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ میری ہڈیاں توڑنے والا نہ تو شیطان ہے اور نہ ہی تاتن بلکہ تُو نے میری ہڈیاں اُس وقت توڑیں جب تُو نے مجھے میری خطا کا مجرم ٹھہرایا۔ پس میں تیرے حضور ایک شکستہ انسان کھڑا ہوں اور میرے پاس آگے جانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ تُو مجھے شفا بخشے اور میری خوشی اور خرمی کو بحال کرے۔“

اس کے آگے وہ کہتا ہے ”میرے گناہوں کی طرف سے اپنا منہ پھیر لے اور میری بدکاری مٹا ڈال۔ اے خُدا! میرے اندر پاک دل پیدا کر اور میرے باطن میں از سر نو مستقیم رُوح ڈال۔“ (10 تا 9 آیات)۔ پاک دل حاصل کرنے کا واحد طریقہ الہی کام کے ذریعے نیا مخلوق بننا ہے۔ میں خود اپنے اندر یہ پیدا نہیں کر سکتا۔ صرف خُدا ہی میرے اندر پاک دل پیدا کر سکتا ہے اور وہ ہمارے گناہوں کو مٹا کر پاک دل پیدا کرتا ہے۔

داؤد پھر پکارتا ہے: ”مجھے اپنے حضور سے خارج نہ کر اور اپنی پاک رُوح مجھ سے جُدا نہ کر“ (11 آیت) داؤد محسوس کرتا ہے کہ یہ بدترین چیز ہے جو کسی شخص کے ساتھ ہو۔ وہ جانتا ہے کہ خُدا ہمیں اپنی حضوری سے خارج کر دے گا اگر ہم نے ڈھیٹ پن جاری رکھا۔ یسوع اُن سب کو خبردار کرتا ہے جو اُسے روڈ کرتے ہیں کیونکہ وہ اُنکو ہمیشہ کے لئے خُدا سے کاٹ کر الگ کر دے گا۔ لیکن ایمانداروں کے لئے توبہ کی دُعا ایک پناہ گاہ ہے۔ یہ اُس شخص کا صالح رُوح عمل ہے جو یہ جانتا ہے کہ اُس نے گناہ کیا ہے۔ اس قسم کا رُوح عمل تبدیل شدہ لوگوں کی نشانی ہے۔

داؤد جاری رکھتا ہے ”اپنی نجات کی شادمانی مجھے پھر عنایت کر اور مستعد رُوح سے مجھے سنبھال۔ تب میں خطا کاروں کو تیری راہیں سکھاؤں گا اور گنہگار تیری طرف رجوع کریں گے“ (12 تا 13 آیات)۔ ہم اکثر سنتے ہیں کہ لوگ مسیحیوں کے ساتھ ملنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ اپنی نظر میں راستباز بنتے ہیں یا پھر اپنے رویے سے بڑھ کر زیادہ پاکباز بنتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ مسیحی کو ریا کاری کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم ایسے راست نہیں کہ ناراستوں کو ٹھیک کرتے پھریں۔ جیسا کہ ایک واعظ نے کہا ”بشارت ایک بھکاری کا دوسرے بھکاری کو یہ بتانا ہے کہ روٹی کہاں سے تلاش کی جاسکتی ہے۔“ ایک ایماندار اور غیر ایماندار کے درمیان بڑا فرق معانی کا ہے۔ ایک شخص کو صرف ایک چیز مسیح کے نام میں خادم بناتی ہے کہ اُس نے معافی کا تجربہ کیا ہے اور اس کے بارے میں دوسروں کو بتانا چاہتا ہے۔

”اے خداوند میرے ہونٹوں کو کھول دے تو میرے منہ سے تیری ستائش نکلے گی کیونکہ قربانی میں تیری خوشنودی نہیں ورنہ میں دیتا۔ سوختی قربانی سے تجھے کچھ خوشی نہیں۔ شکستہ رُوح خُدا کی قربانی ہے۔ اے خُدا اُو شکستہ اور شکستہ دل کو حقیر نہ جانے گا۔“ (15 تا 17 آیات)۔ اس جگہ پر

ہم ایک نبوتی توبہ کا دل اور روح کو دیکھتے ہیں جیسا کہ اس آخری جملے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک خُدا ترسی کی توبہ کی ماہیت اس جملہ میں پائی جاتی ہے ”اے خُدا اُو شکستہ اور شکستہ دل کو حقیر نہ جانے گا“۔ داؤد یہاں پر کہہ رہا ہے کہ اگر وہ اپنے گناہوں کی تلافی کر سکتا ہوتا تو وہ کرتا لیکن یہ اُس کی واحد اُمید ہے کہ خُدا اُسے اپنے رحم کے مطابق قبول کرے۔

بائبل صریحاً اور پورے طور پر بتاتی اور دکھاتی ہے کہ خُدا انتکبر لوگوں کا مقابلہ کرتا اور حلیم لوگوں کو فضل بخشتا ہے۔ داؤد اس بات کو سچ مانتا ہے۔ شکستہ ہوتے ہوئے وہ خُدا کو جانتا ہے کہ کس طرح خُدا توبہ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خُدا کبھی شکستہ اور شکستہ دل سے نفرت نہیں کرتا۔ خُدا ہم سے یہ چاہتا ہے۔ مسیح یسوع کے ذہن میں مبارکبادیوں کے موقع پر یہی تھا جب اُس نے کہا: ”مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے“ (متی 5 باب 4 آیت) یہ حوالہ اپنے عزیزوں کو کھونے کے غم کے بارے میں نہیں ہے لیکن ایسے غم سے متعلق ہے جو ہم اپنے گناہ کو تسلیم کرنے پر کرتے ہیں۔ مسیح یسوع ہمیں یقین دلاتا ہے کہ جب ہم اپنے گناہوں پر افسردہ ہوتے ہیں تب خُدا اپنے روح کے وسیلہ سے ہمیں تسلی دے گا۔

میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ تمام مسیحی زبور 51 کو زبانی یاد کریں۔ یہ توبہ کا ایک کامل نمونہ ہے۔ میری زندگی میں بہت دفعہ میں خُداوند کے پاس آیا ہوں اور کہا ہے ”اے خُدا میرے اندر پاک دل پیدا کر“ یا ”میرے گناہوں کو مٹا دے۔ مجھے زونے سے صاف کر۔ مجھے پاک اور صاف کر“ بہت دفعہ میں نے یہ دُعا کی ہے ”اے خُدا اپنی نجات کی خوشی میرے اندر بحال کر“ اور میں نے پکارا ہے ”تیرے خلاف اور صرف تیرے خلاف میں نے گناہ کیا ہے“ جب ہم اپنی خطا کی حقیقت سے مغلوب ہو جائیں تو خُدا کے حضور توبہ کے لئے الفاظ کا کام ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایسے مواقع پر بائبل کے الفاظ کو اپنے لبوں پر لانا ایک حقیقی برکت ہے۔

نئی پیدائش اور توبہ

بہت صدیاں پہلے سینٹ آگاسٹین نے ایک سادہ سی دُعا سے ایک معمولی تنازعہ کھڑا کر دیا۔ آگاسٹین نے یوں دُعا کی ”خداوند جو تُو حکم دیتا ہے وہ ہمیں عطا کر اور جو تُو چاہتا ہے اُس کا حکم دے۔“ آگاسٹین کا مشہور الہیاتی ساتھی پلاجمیں اس خوش نہیں ہوا اور اُس نے اس کا بہت منفی ردِ عمل ظاہر کیا۔ اُس نے یہ استدلال پیش کیا کہ جس بات کا خدا ہمیں حکم دیتا ہے منطقی طور پر ہم اُسے خدا کی مدد کے بغیر کرنے کے قابل بھی ہیں۔

لیکن آگاسٹین کو اُس بات کا احساس ہوا جو پلاجمیں تسلیم کرنے سے انکار کر رہا تھا کہ ہم برگشتہ مخلوق ہیں اور برگشتگی سے ہم ہر وہ چیز کرنے کے اہل نہیں جس کا خدا ہمیں حکم دیتا ہے۔ برگشتگی ہمیں ہماری اہلیت کی سطح تک متاثر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر خدا کامل فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے اور ہم میں سے کون ایسی فرمانبرداری کر سکتا؟ خدا ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اُس کی مانند پاک بنیں مگر ہم تو ناپاک ہیں۔ برگشتہ مخلوق کے طور پر ہمارے اپنے اندر پاکیزگی کی طاقت نہیں۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ ہم نہ صرف شریعت کی سزا بلکہ گناہ کی طاقت کے ماتحت ہیں۔ گناہ ہمارے دلوں پر شکنجے جیسی گرفت رکھتا ہے۔ یہ یوں واضح ہو جاتا ہے کہ ہم مسیحی ہوتے ہوئے بھی لگاتار مخصوص گناہوں سے نبرد آزار ہوتے ہیں۔

نئے عہد نامے کا ایک عظیم مضمون یہ ہے کہ خدا اپنے فضل میں جس بات کے کرنے کا حکم دیتا ہے وہ ہمیں اُسے کرنے کی توفیق بھی بخشتا ہے۔ اُس کا بنیادی حکم توبہ کرنا ہے۔ یہ پیغام یوحنا اصطباغی اور یسوع کی خدمات کے آغاز میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم مکمل طور پر گناہ طاقت کے ماتحت ہیں تو کس طرح توبہ کر سکتے ہیں؟

اصلی توبہ ہم میں روح القدس کے کام کے نتیجے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ خُدا کے فضل کا ایک فعل ہے۔ اگر ہم نئے عہد نامے کے ایمان کے تصور کو بغور دیکھیں جو مخلصی کے لئے سب سے بڑا مطالبہ ہے تو ہم سیکھتے ہیں کہ خُدا پرستی کی توبہ ایمان کا جزو لازم ہے۔ اگر کوئی شخص ایمان تو رکھتا مگر توبہ نہیں کرتا اُس شخص کا ایمان مستند نہیں۔ وہ شخص مخلصی کے لازمی عناصر سے محروم ہے کیونکہ تبدیل ایمان اور توبہ کا نتیجہ ہے۔

نیا عہد نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایمان خُدا کی طرف سے بخشش ہے۔ ایمان ایسی کوئی شے نہیں جو ہماری اپنی طاقت کی پیداوار ہے مگر یہ روح القدس کا فعل ہے۔ اسے نئی پیدائش یا نوزادگی کہا جاتا ہے۔ اگر ہم اس سوال کا جواب ایک سو مسیحیوں سے دریافت کریں کہ ”نئی پیدائش اور توبہ میں پہلے کون آتا ہے؟ تو میرا خیال ہے سو میں سے نوے لوگ کہیں گے توبہ پہلے آتی ہے۔ یہ بات قرین قیاس نہیں کہ لوگ جو اپنے گناہوں اور خطاؤں میں مُردہ ہیں وہ فطری طور پر خود توبہ کی طرف راغب ہونگے۔ نیا عہد نامہ تعلیم دیتا ہے کہ خُدا روح القدس پہلے ہماری روجوں کو زندہ کرتا ہے یعنی ہمیں روحانی طور پر زندہ کرتا ہے اور روح کے اس کام کا نتیجہ توبہ اور ایمان ہے۔

افسیوں 2 باب 1 تا 2 آیات پر غور کریں ”اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔ جن میں تم پیشتر دُنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی علمداری کے حاکم یعنی اُس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔“ پولس افسس کی کلیسیا کے لوگوں سے مخاطب ہے اور وہ اُنہیں وہ سب یاد دلا رہا جو خُدا نے اپنے فضل میں اُن میں کیا ہے۔ پولس رسول اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر تم مسیحی ہو تو خُدا نے تمہیں زندہ کیا ہے۔ مگر کب؟ جب اُس نے تمہیں دوبارہ زندہ کیا تو اُس نے تمہیں مُردوں میں سے جلایا، جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر۔ تم غیر تبدیل شدہ تھے اور خُدا نے تمہیں تبدیل کیا ہے۔ تم مُردہ تھے اور خُدا نے تمہیں زندہ کیا ہے۔ خُدا نے تمہیں اپنے لئے زندہ کیا ہے۔

پولس لکھتا ہے کہ ”اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔ جن میں تم پیشتر دُنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی علمداری کے حاکم یعنی اُس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔“ (2 تا 1)

آیات (پولس یہاں پر غیر تبدیل شدہ لوگوں کا ایس طرز زندگی بیان کر رہا ہے جس مقام پر پہلے افسس کے ایماندار بھی تھے۔

میرا تھن کی طرح زیادہ تر دوڑوں کے لئے ایک مخصوص سرحدی دائرہ ہوتا ہے۔ اگر آپ اس دوڑ میں حصہ لیتے ہیں تو آپکو اُس دائرہ کا خیال رکھنا ہے۔ پولس رسول یہ کہہ رہا ہے کہ ہم سب تبدیل سے پہلے ایک خاص دائرہ یا طرز زندگی گزارتے تھے یعنی دُنیا کا دائرہ عمل۔ ہم اس دائرہ کے علاوہ کسی اور دائرہ میں دوڑ نہیں سکتے تھے۔ یہ بات زبور 1 کی یاد ذہن میں لاتی ہے۔

”مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا

اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا

اور ٹھٹھا بازوں کی مجلس میں کھڑا نہیں بیٹھتا

بلکہ خُداوند کی شریعت میں اُسکی خوشنودی ہے

اور اُس کی شریعت پر رات دن اُسکا دھیان رہتا ہے

وہ اُس درخت کی مانند ہے ہوگا جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا ہے۔

جو اپنے وقت پر پھیلتا ہے اور جسکا پتا بھی نہیں مرجھاتا

اور جو کچھ وہ کرے بارور ہوگا۔

شیریر ایسے نہیں

بلکہ وہ بھوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اُڑالے جاتی ہے۔“ (زبور 1 کی 1 تا 4 آیات)

مبارک شخص اور ناراست شخص کے درمیان فرق آسمان کے موافق چلنے اور دُنیا کے موافق چلنے کا ہے۔ پولس رسول افسیوں کے خط میں ایسا ہی تاکید خیال پیش کرتا ہے۔ جہاں ایک تبدیل شدہ اور غیر تبدیل شدہ شخص کی زندگی کے درمیان موازنہ پیش کیا گیا ہے۔ غیر تبدیل شدہ شخص ابھی بھی روحانی طور پر مُردہ ہے اور اس دُنیا کی روش پر زندگی بسر کرتا ہے۔

تبدیل ہونے سے پہلے ہم شیطان کی مرضی پوری کرتے ہیں۔ ہم اُسکی بادشاہی میں اتحادی تھے اور اُس کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ ہم دُنیا کی اقدار اور نظام کے مطابق چلتے ہیں۔ اور ہوا کی علمداری کے حاکم کے فرمانبردار نوکر بلکہ غلام ہوتے ہیں یا جیسا کہ پولس رسول لکھتا

ہے: ”تم پیشتر دنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی علمداری کے حاکم یعنی اُس رُوح کی پیروی کرتے تھے جو نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔“ (افسیوں 2 باب 2 آیت)۔ پولس اس بات کی وضاحت کر دیتا ہے کہ ہمارا سب کا یہ اجتماعی ماضی تھا۔ ”ان میں ہم بھی سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتے تھے اور دوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔“ (3 آیت)۔ پولس کہہ رہا ہے کہ ہم سب فطری طور پر غضب کے فرزند ہیں۔ ہم سب جبلی طور پر شیطان کے وفادار شاگرد ہیں۔ کوئی بھی پیدائشی طور پر مسیحی نہیں ہوتا۔ مسیح کے شاگرد بننے کے لئے آپ کو ”میٹا نو یا“ یعنی توبہ میں منعکس ایک تبدیل شدہ ذہن کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی روحانی مُردگی سے زندہ ہونے کی ضرورت ہے۔

تاہم پولس رسول ہمیں نا اُمیدی کی گہرائی میں نہیں چھوڑتا۔ اگلے دو الفاظ ”مگر خُدا“ پوری بائبل میں سب سے زیادہ جلالی الفاظ ہیں۔ ”مگر خُدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔“ (5at 4)۔ یہاں بات ہے۔ ایسا نہیں کہ اُس نے ہمیں اُسکی جانب ہمارے میلان کے بعد زندہ کیا۔ پولس رسول یہاں وقائع نگاری کا حوالہ دیتا ہے جس کے مطابق خُدا مُردہ لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرتا ہے۔ مسیحی خُدا کے رحم کی دولت کے وسیلہ زندہ کیے گئے ہیں۔ کب؟ جب ہم اپنے قصوروں میں مُردہ تھے۔ پولس یہ تعلیم دے رہا ہے کہ تبدل روحانی موت سے روحانی زندگی میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ یہ ایسا کام ہے جو صرف خُدا ہی کر سکتا ہے اور یہ کام وہ اُس وقت کرتا ہے جب ہم مکمل طور پر بے یار و مددگار تھے۔ اگر آپ تبدیل شدہ شخص ہیں تو آپ اپنی طبعی راستبازی کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوئے۔ آپ اس لئے تبدیل ہوئے ہیں کیونکہ خُدا نے آپ کو تبدیل کیا۔

پولس رسول آگے بڑھتا ہے: ”مگر خُدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔ جب ہم قصوروں کے سبب سے مُردہ تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔“ (ہمکو فضل ہی سے نجات ملی ہے)۔ اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُسکے ساتھ بٹھایا۔ تاکہ وہ اپنی اُس مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے

آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دکھائے۔“ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خُدا کی بخشش ہے۔“ (4 تا 8 آیات) اس رفیع الشان متن کے آخری جملے میں لفظ ”یہ“ کا سابقہ کیا ہے؟ متن کی ساخت میں لفظ ”یہ“ صرف ایک چیز کی طرف اشارہ کر سکتا ہے یعنی متن میں سابقہ پورا جملے کی طرف۔ لفظ ”یہ“ نہ صرف ”فضل“ یا ”نجات ملی“ کی طرف اشارہ کرتا ہے بلکہ ”ایمان“ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ اور یہ ایمان ایسی چیز نہیں جو آپ کی شعبہ بازی کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس یہ خُدا کی نعمت ہے۔

اس کے بعد پوئس کہتا ہے کہ ایمان ہمارے اعمال کا نتیجہ بھی نہیں کہ کوئی فخر نہ کرے (9 آیت)۔ ہم اپنے تبدیل پر کبھی بھی فخر نہیں کر سکتے کیونکہ تبدیل کلی طور پر خُدا کا کام ہے۔ اگر کوئی سوال باقی ہے تو پوئس بحث کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ ”کیونکہ ہم اُسکی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جنکو خُدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔“ (10 آیت) ہم بخود اور اپنے نیک اعمال سے دوسرا خلق نہیں بنے۔ ہم مسیح کی کاریگری ہیں۔ مسیح نے نیک اعمال کے لئے ہماری صورت گری کی ہے۔ ہمارے نیک اعمال تبدیل کا نتیجہ ہیں۔

کیا آپ تبدیل شدہ شخص ہیں؟ زندگی کی دوڑ جو آپ چل رہے ہیں وہ ایک متعین ڈگر کی طرف پیہم رواں ہے۔ وہ کیسی ڈگر ہے؟ کیا آپ خُدا کی دوڑ دوڑ رہے ہیں یا پھر آپ دُنیا کی روش پر چل رہے ہیں؟ کیا آپ کا دل خُدا کی خوشنودی چاہتا ہے؟ کیا کوئی ایسی شہادت موجود ہے کہ مسیح نے آپ کی صورت گری کی ہے؟ یا پھر آپ خُدا کی باتوں کی جانب سردمہر اور مسیح سے نا آشنا ہیں؟ کیا آپ ایسے لوگوں میں سے ایک ہیں جو کہتے ہیں ”اچھا، شاید مسیحی مذہب میں آپ کو کوئی پُر معنی شے مل جائے اور مسیح شاید آپ کی بیساکھی بن سکے لیکن مجھے مسیح کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ یہ بات کہہ رہے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے لئے مسیح نہیں چاہتے اور کہتے ہیں کہ میری زندگی میں اُسکی کوئی جگہ نہیں اور آپ اپنی روح کی صورت گری خود کریں گے اور اپنی منزل کا تعین بھی خود کریں گے۔ تو پھر یہ ایک غیر تبدیل شدہ شخص ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اور یہ روحانی مردہ پن

کی علامتیں ہیں۔

لیکن مسیح کے فضل کے ملائم کام کے ذریعے اُسکی صنعت گری اور کاریگری ہونے سے بڑی کوئی برکت نہیں ہے۔ اس لئے آگاسٹین ایسے ہی دُعا کی: ”خُداوند جو تُو حکم دیتا ہے وہ ہمیں عطا کر اور جو تُو چاہتا ہے اُس کا حکم دے۔“ اگر آپ جانتے یہ حقیقت ہیں تو آپ کو توبہ کرنی چاہیے لیکن آپ اپنے اندر توبہ کا احساس خود پیدا نہیں کر سکتے۔ دُعا کریں کہ خُدا توبہ کا کام آپ میں سرانجام دے کیونکہ آپ کی روح میں صرف خُدا ہی حقیقی توبہ پیدا کر سکتا ہے۔ خُدا ہمارے گناہوں کا قائل کرتا ہے۔ خُدا ہمارے اندر ہماری خطا کا احساس اُجاگر کرتا ہے۔ اگر خُدا ہمیں خُدا ترسی کے غم میں پکھلتا ہے تو یہ اُس کے خالص فضل کا کام ہے۔ ہمیں ایمان اور تبدل کی طرف لانا خُدا کے رحم کا عمل ہے۔

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر آر۔سی۔ سپرول: لیکچرر فٹنری کے بانی اور سین فورڈ فلوریڈا میں سینٹ اینڈریوز چرچ کے پہلے پاستر تھے۔ ریفرامیشن بائبل کالج کے پہلے صدر اور ٹیبل ٹاک میگزین کے مدیر اعلیٰ تھے۔ آج بھی انکار ایڈیو پروگرام Renewing Your Mind روزانہ دُنیا کے سینکڑوں ریڈیو اسٹیشنوں پر نشر ہو رہا ہے اور آن لائن بھی سنا جاسکتا ہے۔ وہ ایک سو سے زائد کتب کے مصنف بھی تھے جن میں سے خُدا کی پاکیزگی، خُدا کی برگزیدگی اور ہر کوئی عالم دین شامل ہیں۔ پوری دُنیا کے گرد انہیں کلام کی لائحہ عملیت کے واضح دفاع اور خُدا کے لوگوں کو اُسکے کلام پر مبنی اپنے اعتقاد پر قائم رہنے کی ضرورت کو اُجاگر کرنے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔